شئونِ علمیّہ

نوبل پرائز حاصل کرنیوالے ادباء

سب سے پہلا نوبل پرائز (ادبی انعام) ۱۹۰۱ء میں فرانس کے مشہور شاعر سولی برڈوم کو دیا گیا تھا، اس کے بعد سے اب تک دنیا کا یہ سب سے بڑا ادبی انعام تقریباً چالیس ادیبوں کو مل چکا ہے۔ آخری انعام امریکہ کی ایک ناولسٹ خاتون مس بیرل بک نے حاصل کیا ہے۔ یہ انعام اُن مشہور ادیبوں کو دیا جاتا ہے جو اپنے عہد کے سب سے بہتر ادیب ثابت ہوں۔ اور جو اپنی ادبی و علمی کاوشوں سے دنیا میں عالمگیر اخوت و برادری کی روح پیدا کرنے میں اس مجلس انتخاب کے نزدیک سب سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئے ہوں۔ اس انعام کی مقدار اب آٹھ ہزار پونڈ کے لگ بھگ ہے۔ اب تک جو ادیب یہ انعام حاصل کر چکے ہیں اُن کی مفصل فہرست کے لیے تو کئی صفحات درکار ہیں۔ جو مشہور ادبا ہیں اُن کے نام درج ذیل ہیں:-

فرانس = اناطول فرانس، مشہور فلاسفر۔ رومن رولنڈ۔ ہنری برگسان۔ انگلستان = شاعر روڈیارڈ کپلنگ۔ جارج برناڈشا (لیکن برناڈشا نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا)۔ ناولسٹ جون گالزوردی۔ شاعر ولیم ییٹس۔ جرمنی = مورخ، تھیوڈور موش۔ فلاسفر، روڈولف اوکن۔ ناولسٹ، پول ہیس ہیرپرٹ ہوپٹمن، طامس مین۔

شمالی یورپ کی ریاستوں میں بھی کئی ادیبوں نے یہ انعام حاصل کیا ہے۔ جن میں سے ناولسٹ خاتون سلمی لیگرلاف۔ اور شاعر ہیڈنسٹم۔ اور ناولسٹ، ہنری پونٹیڈون۔ اور کارل لگرلوپ۔ اور ناولسٹ

کاؤنٹ ہوسن۔ اور ناولسٹ خاتون، بیگریڈ انڈسٹ اور شاعر اریک کارفلڈیٹ۔ خاص طور پر لائق ذکر ہیں۔ اٹلی = مورخ و شاعر گوزی کار دوٹش۔ ناولسٹ خاتون گریٹیا ڈیلیڈا۔ لوبجی پیرنڈیلو۔ پولینڈ = مورخ و ناول نگار، ہنری شینکوٹیز۔ شاعر، ریمن لاڈیسلڈ۔ بلجیم = شاعر میٹرلنیک۔ اسپین = جوزی اشیگاری جوشینوٹو۔ امریکہ = سنکلر لونس۔ پیرل بک۔ روس = ایفن بونن

یہ عجیب بات ہے کہ مشرق میں یہ انعام سوائے ہندوستان کے مشہور شاعر ڈاکٹر ٹیگور کے کسی اور کو نہیں ملا۔

ریڈیو اور سینما کا ماتم

فرانس کے ایک فاضل ادیب جارج ڈوہمیل نے حال ہی میں ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اُس نے ثابت کیا ہے کہ آج کل لوگوں کو ریڈیو اور سینما سے لطف اندوز ہونے میں جو غیر معمولی انہماک ہے اُس سے قوی اندیشہ ہے کہ مستقبل قریب میں کتب بینی کا ذوق بالکل معدوم یا بہت کم ہو جائیگا اس کی وجہ دو ہیں، ایک یہ کہ سکون و اطمینان کے ساتھ کتاب دیکھنے کا جو وقت ہے، عموماً ریڈیو کا پروگرام اور سینما کا شو دونوں اُسی وقت شروع ہوتے ہیں۔ اور لوگ اُن سے زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں کا عام خیال یہ ہے کہ کتابوں میں مردہ اور پرانی معلومات ہوتی ہیں۔ اور اس کے برعکس ریڈیو اور سینما کے ذریعہ نئی نئی اور تازہ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس بنا پر کیا ضروری ہے کہ خواہ مخواہ ریڈیو اور سینما کو چھوڑ کر کتابوں کے مطالعہ میں وقت صرف کیا جائے۔ جارج ڈہمیلن لکھتے ہیں "اس طرح کا خیال قائم کر لینا دماغی ریاضت اور علمی ترقی کے لیے بے انتہا ضرر رساں ہے، وہ کہتے ہیں، کلچر دو طرح کا ہوتا ہے، ایک ترقی یافتہ کلچر جس کی بنیاد مطالعہ کتب اور اُن میں غور و خوض کرنے پر ہوتی ہے، اور دوسرا معمولی کلچر جو محض اخبار بینی یا ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ معلومات کے حاصل کر لینے پر مبنی ہوتا ہے۔ ریڈیو اور

سینما کے ذریعہ انسان جو معلومات فراہم کرتا ہے، وہ چونکہ سب کے لیے یکساں ہوتی ہیں اس لیے اُن میں تنوع اور تفنن نہیں ہوتا، اور کسی ایک شخص کے لیے ناممکن ہے کہ وہ اُن میں سے اپنے مذاق کی چیز منتخب کر کے اُس سے بار بار بہرہ اندوز ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی شے کا مذاق اُس وقت تک پختہ نہیں ہوتا جب تک کہ ایک انسان اُس کی تکرار نہ کرے۔

فاضل ادیب کا خیال ہے کہ انسانی تمدن کے مستقبل کا روشن ہونا زیادہ سے زیادہ کتب بینی پر منحصر ہے۔ لیکن آج کل گھر گھر ریڈیو کی جو کثرت ہوتی جاتی ہے، اُس کی وجہ سے کتاب بینی کا ذوق بہت کم ہوتا جاتا ہے، اور اس بنا پر انسانی تمدن کے مستقبل سے متعلق بہت کچھ اندیشہ لاحق ہو گیا ہے۔

سمندروں کا رقبہ اور اُنکی گہرائی

جدید علماء جغرافیہ نے سمندروں کے رقبہ اور گہرائی کی نسبت جو تحقیق کی ہے اُس کا بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

سمندر کا نام	رقبہ	گہرائی
بحر الکاہل	۶۳۹۸۶۰۰۰ مربع میل	۲½ میل
” اٹلانٹک	۳۰۰۰۰۰۰۰ ”	۲ ”
” ہند	۲۸۳۵۰۰۰۰ ”	۲ ”
بحر روم	۱۱۴۵۰۰۰ ”	۱۴۴۰۰ گز مالٹا اور کریٹ کے درمیان
بحر شمالی	۱۹۰۰۰۰ ”	جنوب میں ۱۲۰ گز اور شمال میں ۳۵۰ گز